بیاد

مُحدّثِ کبیر عالمِ ربّانی حضرۃ مولانا سیّد حامد میاں رحمہ اللہ

جامعہ مدنیہ لاہور کا ترجمان

ماہنامہ

الحامد

ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ نومبر 2011ء

جناب مولانا وحید الدین خان صاحب کی بے خبری یا تجاہل عارفانہ

حضرت امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ چند غلط فہمیاں اور اُن کا ازالہ

جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

در منقبت مدینہ و شہ مدینہ نور اللہ منورھا

مفتی محمد سعید خان

نہ مے کش ، نہ مستی نہ مینا رہے
بس اب تو نظر میں مدینہ رہے

سلامت رہے تا قیامت رہے
فقیروں کا مسکن ، مدینہ رہے

بقیع اپنا مدفن ہو ، رشک جناں
نجائب کے سنگ یہ کمینہ رہے

نہ مدہوش کر تو مجھے ساقیا
جبین نیاز و مدینہ رہے

مدینے کی راہوں پہ میں جاں نثار
وہیں اب تو مرنا و جینا رہے

جو جنت بنی مشک و عنبر نشاں
تو سرکار اس کا نگینہ رہے

اب اوسوں سے پیاس اپنی کیوں کر بجھے
جو خود ساقی شاہ مدینہ رہے

جو نظر و دعا ہو شہ دو جہاں
تو منجدھار میں کیوں سفینہ رہے

کہ پاس ادب سے کہے کیا سعید
پس مرگ آپ کے ساتھ جینا رہے

علمی دینی اور اصلاحی مجلّہ

ماہنامہ

لاہور

جلد نمبر: 4	ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ نومبر 2011ء	شمارہ نمبر: 2

رابطہ نمبر: 0333-8383337
0333-8383336

E.Mail: alnadwa@seerat.net
www.seerat.net

زرتعاون

فی شمارہ: 30 روپے، ششماہی: 150 روپے، سالانہ: 300 روپے

بیرون ملک

امریکہ، تھائی لینڈ، جنوبی افریقہ
ویسٹ انڈیز، ناروے وغیرہ 30 امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، مسقط
بحرین، ایران، عمان، انڈیا وغیرہ 25 امریکی ڈالر
بنگلہ دیش 20 امریکی ڈالر
اکاؤنٹ نمبر: 0060-0081-002374-01-9
الحبیب بینک پاکستان

پتہ برائے خط و کتابت و ترسیل زر

دفتر ماہنامہ الحامد: الندوہ ایجوکیشنل ٹرسٹ، مین مری روڈ، چھتر، اسلام آباد پاکستان 46001

مولانا نعیم الدین طابع وناشر نے پرنٹ یارڈ پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ ''الحامد'' لاہور سے شائع کیا

فہرست مضامین

آخری حصہ

جناب مولانا وحیدالدین خان صاحب
کی
بےخبری یا تجاہل عارفانہ

مفتی محمد سعید خان

آپ آج سوا سو سال کے بعد کیسے ان سے اس دعوے کی نفی کر سکتے ہیں؟ مسلّمہ قاعدہ ہے کہ ہر انسان کی زبان سے زیادہ اس کی تحریر قابل اطمینان ہوتی ہے۔ معصومین ومحفوظین کی بات تو الگ ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پناہ میں ہوتے ہیں وگرنہ تو ہر آدمی کی تحریر اس کی زبان سے زیادہ قابل اعتماد ہے۔ سو بالفرض اگر مرزا صاحب کی زبان سے کسی شخص کے کانوں نے یہ دعویٰ نہ بھی سنا ہو، تو کیا ان کی کتابیں اس بلند بانگ دعوے اور اثبات مدّعا کے لیے کافی نہیں ہیں؟ جناب مرزا صاحب ایک عام مسلمان اور حضرت رسالت مآب ﷺ کے اُمتی ہونے کی حیثیت سے کیسے مشہور ہوئے اور پھر انہوں نے کیسے دعویٰ تجدید، مہدی، مسیح موعود اور بالآخر نبی و رسول ہونے کا اظہار کیا، حسب وعدہ، یہ کتھا اور قصہ یوں ہے۔

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی 1839ء یا 1840ء میں قادیان ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے [1] اور تعلیم سے فارغ ہوکر اسلام کے دفاع میں عیسائیوں اور ہندو آریوں سے مناظرے شروع کیے۔ یہ وہ دور تھا جب پورا ہندوستان عیسائی مشنریوں، آریہ سماج اور برہما سماج کی زد میں

---

① (ا) روحانی خزائن، ج:۱۳، ص:۱۷۷ (ب) کتاب البریہ، ص:۱۵۹

تھا۔عیسائی پادری حضرت رسالت مآب ﷺ کی سیرت طیبہ پر کھلے بندوں اعتراض کرتے تھے۔ آریہ نے ہر جگہ قرآن کریم کو مشکوک کتاب باور کرانے کے لیے اپنی تحریک کے مراکز قائم کر رکھے تھے اور برہمو سماج والے تو سرے سے وحی الٰہی کے منکر اور محض اپنی عقل کو رہنما مان کر، زندگی گذارنے پر زور دے رہے تھے۔ ان حالات میں جناب مرزا صاحب نے 1880ء میں اپنی کتاب براہین احمدیہ کا پہلا اور دوسرا حصہ شائع کروایا اور اس میں ان گمراہ فرقوں کی تردید کی۔ مسلمانوں نے ان حالات میں جب اس کتاب کو پڑھا تو جناب مرزا صاحب کی تعریف کی۔ وہ مبلغ اسلام کی حیثیت سے اُبھرے اور لوگوں نے انہیں اچھا جانا یہاں تک کہ اہلحدیث حضرات کے رہنما جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی وغیرہ علماء کرام نے بھی انہیں مبلغ اسلام کے طور پر قابل ستائش جانا اور ان کی کتاب اور شخصیت کو بہت پذیرائی ملی۔

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اب آہستہ آہستہ اُبھرنا شروع کیا اور مبلغ اسلام کے لقب اور شہرت سے فائدہ اُٹھا کر یہ دعویٰ کرنا شروع کر دیا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان سے کلام کرتا ہے۔ چنانچہ اپنی کتاب ''تریاق القلوب'' میں ایڈیٹر، رسالہ ''اشاعۃ السنۃ'' کے متعلق وہ بتاتے ہیں کہ یہ ایڈیٹر، شیخ محمد حسین بٹالوی اور وہ بچپن میں دونوں ایک ہی جماعت میں پڑھتے رہے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ جناب مرزا صاحب اپنی ابتدائی عمر میں کس طرح کے آدمی تھے۔ پھر جب ان کی عمر 40 برس ہوئی تو

> خدا تعالیٰ نے اپنے الہام اور کلام سے مجھے مشرف کیا۔ (1)

یہ ہے جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ کہ انہیں اللہ تعالیٰ الہام کرتا ہے یعنی وہ

---

(1) (ا) روحانی خزائن، ج:15، ص:283، (ب) تریاق القلوب، ص:155

مُلْھَمْ مِنَ اللّٰہ ہیں۔

سیدھے سادے اور بھولے بھالے مسلمانوں نے ان کے اس دعوے کو قبول کرلیا اور جناب مولانا وحید الدین خان صاحب ملاحظہ فرمالیں کہ پھر وہ مختلف اوقات میں کیسے کیسے دعاوی کرتے رہے انہوں نے دعویٰ کیا کہ وہ اپنے دور اور اس صدی کے مجدد ہیں۔اصل عبارت ملاحظہ ہو:

> آنخضرت ﷺ سے ثابت ہے کہ ہر ایک صدی پر ایک مجدد کا آنا ضروری ہے۔اب ہمارے علماء کو جو بظاہر اتباع حدیث کا دم بھرتے ہیں انصاف سے بتلاویں کہ کس نے اس صدی کے سر پر خدا تعالیٰ سے الہام پا کر مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔یوں تو ہمیشہ دین کی تجدید ہو رہی ہے مگر حدیث کا تو یہ منشاء ہے کہ وہ مجدد خدائے تعالیٰ کی طرف سے آئے گا یعنی علوم لدنیہ وآیات سماویہ کے ساتھ۔اب بتلاویں کہ اگر یہ عاجز حق پر نہیں ہے تو پھر کون آیا ہے جس نے اس چودہویں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا ایسا دعویٰ کیا جیسا کہ اس عاجز نے کیا۔ ①

انہوں نے ''نبوت'' کے اجزاء کرتے ہوئے یہ دعویٰ بھی کیا کہ اللہ تعالیٰ کے جو خاص بندے، اولیاء کرام، ہوتے ہیں ان پر بھی وحی آیا کرتی ہے۔اور اس وحی کی وجہ سے جو ولی اللہ نبوت کا کوئی حصہ پالیتا ہے، وہ محدث کہلاتا ہے اور اس طرح سے کوئی بھی محدث نبی ہوتا ہے اور ہر نبی محدث ہوتا ہے۔چنانچہ باری تعالیٰ کی طرف سے بار بار ایسی وحی ان پر آتی ہے اور وہ محدث ہیں اور پھر یہ معنی کر کے وہ نبی بھی ہیں۔ ②

---

① (ا) روحانی خزائن، ج:3،ص179-178 (ب) ازالۂ اوہام،ص:154

② فاعلم ارشدك اللّٰه تعالیٰ ان النبی محدث والمحدث نبی...... الخ، والوحی الذی ینزل علی خواص الاولیا والنورالذی یتجلّی علیٰ قلوب قومٍ موجع (ا) روحانی خزائن، ج:3،ص:60، (ب) توضیح مرام، مسیح کا دوبارہ دنیا میں آنا۔ص:19

اُمت مسلمہ کا مسلّمہ عقیدہ قرن اول سے اب تک یہی چلا آرہا ہے کہ قیامت کے قریبی زمانہ میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اس اُمت میں تشریف لائیں گے اور پھر ان کے بعد حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول اور ورودِ مسعود ہوگا جو اپنے دور میں زندہ آسمانوں کی طرف اُٹھا لیے گئے تھے۔ سیدنا مہدی رضی اللہ عنہ ایک علیحدہ شخصیت ہیں اور سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک الگ ہستی ہیں جن کے آنے کی پیشین گوئی اور وعدہ کیا گیا ہے اس لیے وہ مسیح موعود بھی کہے جاتے ہیں۔

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے یہ تو دعویٰ کر ہی دیا تھا کہ ان پر کثرت سے وحی آتی ہے اور وہ محدث نبی ہیں۔ انہوں نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ حضرت سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تو طبعی طور پر انتقال ہو چکا ہے اور جیسے ان سے پہلے رسولوں کو، جو کہ ان کے بھائی تھے، وفات دی گئی تھی بالکل ایسے ہی حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کو بھی وفات دی جا چکی ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بشارت اور خوش خبری دی ہے کہ لوگ جس عیسیٰ کا انتظار کر رہے ہیں، وہ تمہی تو ہو اور لوگ جس مبارک ہستی حضرت مہدی کا انتظار کر رہے ہیں، وہ مہدی بھی تم ہی تو ہو۔ ①

یوں مرزا صاحب نے مہدی اور مسیح دونوں کو ایک ہی شخصیت قرار دے کر اپنے آپ کو ان مناصبِ رفیعہ پر بھی فائز کر دیا۔

انہوں نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ جیسے حضرت سیدنا عیسیٰ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی بہت زاہدانہ اور عاجزانہ تھی اور وہ دنیا سے لاتعلق رہا کرتے تھے، جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی زندگی بھی ویسی

---

① وبشرنی وقال ان المسیح الموعود الذی یرقبونہ والمہدی المسعود الذی ینتظرونہ ہو انت نفعل ما نشاء فلا تکونن من الممترین. (ا) روحانی خزائن، ج:8، ص:275 (ب) اتمام الحجۃ علی الذی لج و زاغ عن المحجۃ، ص:3

ہی درویشانہ صفت ہے، اس لیے وہ زندہ سلامت حضرت مسیح علیہ السلام کی ایک مثال اور انہی کی ایک تشبیہ ہیں اور اپنے اس دعوے میں انہوں نے اپنے آپ کو ''مثیلِ مسیح'' قرار دیا۔ چنانچہ تحریر فرمایا:

علمائے ہند کی خدمت میں نیاز نامہ

اے برادران دین وعلمائے شرع متین! آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سُنیں کہ اس عاجز نے جو مثیلِ موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے مُنہ سے سُنا گیا ہو۔ بلکہ یہ پُرانا الہام ہے جو میں نے خدائے تعالیٰ سے پاکر براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر بتصریح درج کر دیا تھا جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گذر گیا ہوگا۔ میں نے یہ دعویٰ ہر گز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیلِ مسیح ہوں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص طبع اور عادت اور اخلاق وغیرہ کے خدائے تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھی ہیں اور دوسرے کئی امور میں جن کی تصریح انہی رسالوں میں کر چکا ہوں میری زندگی کو مسیح ابن مریم کی زندگی سے اشدّ مشابہت ہے اور یہ بھی میری طرف سے کوئی نئی بات ظہور میں نہیں آئی کہ میں نے ان رسالوں میں اپنے تئیں وہ موعود ٹھہرایا ہے جس کے آنے کا قرآن شریف میں اجمالاً اور احادیث میں تصریحاً بیان کیا گیا ہے کیونکہ میں تو پہلے بھی براہین احمدیہ میں بتصریح لکھ چکا ہوں کہ میں وہی مثیلِ موعود ہوں جس کے آنے کی خبر روحانی طور پر قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں پہلے سے

وارد ہو چکی ہے۔ ①

انہوں نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں بے پناہ برکتیں دینے اور لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈالنے کا وعدہ کیا ہے اور پھر اس کے بعد یہ بھی فرمایا ہے:

جعلناك المسیح ابن مریم. ہم نے تمہیں مسیح بن مریم بنا دیا ہے۔ ②

عربی زبان میں بَرَزَ کا لفظ، ظہور اور کسی چیز یا کام یا صلاحیت کے ظاہر ہونے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن، زمین کا کیا حال ہوگا؟ اس سلسلے میں فرمایا ہے:

وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً. اور تم زمین کو دیکھو گے کہ وہ کھلی پڑی ہے۔

(پ:۱۵، س: الكهف ، آیت :۴۷)

یعنی تا حد نظر کوئی نشیب و فراز نہیں ہوگا اور زمین بالکل صاف، ظاہر میں نظر آ رہی ہوگی۔

حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا بہت عقلمند اور نہایت پاکیزہ کردار کی صحابیہ تھیں۔ اپنے بڑھاپے کی وجہ سے وہ ایسے پردہ نہیں کرتی تھیں جیسے کہ مدینہ منورہ میں جوان لڑکیاں پردہ کیا کرتی تھیں۔ وہ مردوں میں بیٹھ کر ان سے باتیں بھی کر لیتی تھیں۔ اس لیے ان کی روایت کردہ احادیث میں ان کے متعلق یہ الفاظ آتے ہیں:

انها كانت امراة برزة. وہ ایسی خاتون تھیں جو پردے میں نہ ہونے کی وجہ سے بہت نمایاں رہتی تھیں۔ ③

---

① (ا) روحانی خزائن، ج:3، ص:192 (ب) ازالۂ اوہام، حصہ اول، ص:191-190

② (ا) روحانی خزائن، ج:3، ص:442 (ب) ازالۂ اوہام، حصہ دوم، ص:634

③ قوله عزوجل: ﴿بَرَزُوا﴾ أي : ظهروا. وهذه المادة (برز) تدل على أصل واحد هو الظهور ،......

اسی لیے فقہاء کرام رحمہم اللہ نے امرأۃ برزۃ (وہ عورت جو نمایاں ہو) اور عام لوگوں کے ساتھ رہتی اور دنیوی معاملات میں حصہ لیتی ہو، گواہیوں کے معاملے میں اس کی شہادت کو قبول کیا ہے۔①

یہ لفظ اردو زبان میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

ع از غایت ظہور نہاں ہے نہ آشکار
و ز شدت بروز خفی ہے نہ آشکار

ہندوؤں کے عقیدے میں بھی یہ ''بروز'' شامل ہے۔ ان کے مذہب میں یہ بات ہے کہ ان کے دیوتا آسمان سے اُترے اور مختلف انسانوں کے روپ دھار کر انہوں نے بروز کیا یعنی ظہور یا ظاہر ہوئے۔ وہ ظاہر میں انسان لیکن درحقیقت خدا تھے۔

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بھی ہندوؤں کے اس نظریے کو ایک اور رنگ میں پیش کیا

......سواءٌ كان حسياً أم معنوياً .فيقال : برزالشي ء أي : ظهر ، فهو بارزٌ...... إلخ، وقال عز من قائل :﴿ وَ يَوۡمَ نُسَيِّرُ الۡجِبَالَ وَ تَرَى الۡاَرۡضَ بَارِزَةً وَّ حَشَرۡنٰهُمۡ فَلَمۡ نُغَادِرۡ مِنۡهُمۡ اَحَدًا ﴾الكهف:47 ، بـارزةً أي : ظاهرة بادية ، ليس فيها مستظل ولا متفيأ، وليس فيها بناءٌ ولا معلم، ولا مكان يواري أحـداً ، بـل الـخـلـق كـلـهم ظاهرون بادون لربهم لا تخفىٰ عليه منهم خافية ، وذلك يوم القيامة ، جـعـلـنـا الله فيه من الناجين......الخ ، وفي حديث أم معبد رضى الله عنها: أنها كانت امرأة برزة، يـقال : امرأة برزة أي: كهلة لا تحتجب احتجاب الشواب ، وهي مع ذلك عفيفة عاقلة ، تجلس للناس وتحدثهم.(من أسرار اللغة العربية في الكتاب والسنة،[ب ر ز] ج:١،ص:١٣٧ـ١٣٨)

①ويـقبـل تـعـديـل الـمـرأة لزوجها وغيرها اذا كانت امرأة برزة تخالط الناس وتعاملهم كذافى مـحيط السرخسى.(الفتاوىٰ الهندية ،كتاب الشهادات، الباب الثانى عشر فى الجرح والتعديل، ج:٣،ص:٥٢٨)

اور وہ یہ کہ ہندو تو خداؤں کے بروز کے قائل تھے، انہوں نے نبوت کو بروزی بنا دیا کہ ان کے اندر تو حضرت رسالت مآب ﷺ سمائے ہوئے تھے اور ظاہر میں جسم ان کا تھا۔ چنانچہ وہ اپنی ایک کتاب ''ایک غلطی کا ازالہ'' میں واضح طور پر تحریر فرماتے ہیں:

بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔

یعنی آقائے نامدار حضرت رسالت مآب ﷺ میرے اندر سما گئے ہیں۔ میں ظاہر میں تو مرزا غلام احمد ہوں لیکن اندر سے محمد رسول اللہ ﷺ ہوں۔ اعاذنا اللہ۔

پھر اپنی اسی کتاب میں چند سطروں کے بعد مزید تحریر فرماتے ہیں۔

میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں۔ ①

جناب مولانا وحیدالدین خان صاحب اور ان کی تحریرات سے متاثر ہونے والے حضرات و خواتین کو اس نقطے اور عبارات پر غور فرمانا چاہیے کہ جناب مرزا صاحب کہہ کیا رہے ہیں، وہ تو یہ بتا رہے ہیں کہ میں اندر سے تو حضرت خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں اور ظاہر میں مرزا غلام احمد ہوں۔

ایسے عقائد تو ان قوموں کے ہوا کرتے تھے جو اپنے دیوتاؤں کو خدا مانتے تھے اور ہیں، اسلام نے بھی کبھی کوئی ایسی تعلیم دی ہے؟

کل کو یا زمانۂ ماضی میں اگر کوئی جاہل اور گمراہ صوفی یہ دعویٰ کرے کہ وہ بروزی طور پر خدا ہے، تو کیا وہ مسلمان رہ جائے گا؟ وہ دنیا کو اس عقیدے کی دعوت دے کہ میں بروزی اللہ ہوں یعنی اللہ تعالیٰ میرے اندر سما گیا ہے اور میں فقط ظاہر میں انسان ہوں، حقیقت میں تمہارا پروردگار ہوں۔ کیا یہ دعویٰ مسموع ہوگا؟

---

① (ا) روحانی خزائن، ج:18، ص:212 (ب) ایک غلطی کا ازالہ۔ ص:8

اس لیے جناب مولانا وحید الدین خان صاحب کن کا دفاع فرما رہے ہیں، چاہیے کہ غور فرمالیں اور جو لوگ دین میں ان سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں، کہیں ان کی راہ کھوٹی نہ ہو جائے۔

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ وہ ظِلّی نبی ہیں جناب مولانا وحید الدین خان صاحب تحریر فرمارہے ہیں کہ:

انہوں نے صرف یہ کہا تھا کہ میں ظِلِّ نبی ہوں یعنی میں نبی کا سایہ ہوں۔ ①

بات یوں نہیں ہے جناب مرزا صاحب نے کبھی یہ نہیں کہا کہ وہ حضرت رسالت مآب علیہ الصلاۃ والتسلیم کا سایہ (ظل) ہیں بلکہ انہوں نے تو یہ دعویٰ فرمایا کہ میں نبی ہوں اور میری نبوت کو حضرت صاحب الرسالۃ محمد رسول اللہ ﷺ سے وہی نسبت ہے جو کہ سایے کو اصل سے ہوتی ہے۔ اگر وہ یہ دعویٰ کرتے کہ وہ محض نبی ﷺ کا سایہ ہیں تو پھر بھی اہل علم ان کے اس دعوے پر غور کر لیتے، انہوں نے تو صاف صاف یہ دعویٰ کیا کہ ان کی نبوت، نبوت محمدی سے سایے اور اصل کی نسبت رکھتی ہے۔

جناب مولانا وحید الدین خان صاحب کی تحریر کے مطابق تو ان کا اصل دعویٰ محض اصل اور سایے (ظِلّ) کے زمرے میں آتا ہے لیکن درحقیقت ان کا دعویٰ اپنی چھوٹی نبوت اور حضرت رسالت مآب ﷺ کی بڑی نبوت کا ہے کہ میں جو کم درجے کی چھوٹی نبوت رکھتا ہوں اس کے مقابلے میں ایک بڑی نبوت بھی ہے وہ حضرت رسالت مآب ﷺ کی ہے۔ وہ تو بہت صاف، واضح اور بغیر کسی جھجک کے یہ دعویٰ فرماتے ہیں۔

میں ظلّی طور پر محمد ہوں۔ ②

---

① الرسالہ، بابت ماہ اکتوبر 2011ء خصوصی نمبر ختم نبوت ص:13

② (ا) روحانی خزائن ج:18، ص:212 (ب) ایک غلطی کا ازالہ، ص:8

اور پھر انہوں نے اپنی زندگی کا سب سے بڑا دعویٰ کر دیا، ایسا دعویٰ کہ جو ان کے اس دعوے کو نہیں مانتے اور اس کی تکذیب کرتے ہیں اور وہ افراد جو جناب مرزا صاحب کو ان کے دعوے میں سچا مانتے ہیں، دونوں کے درمیان مسلم اور غیر مسلم کی لکیر کھنچ گئی۔ انہوں نے واشگاف الفاظ میں یہ دعویٰ کیا:

سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ ①

پھر اس سیدھے سادے نثری دعوے کے بعد اپنی شاعری کے ذریعے بھی انہوں نے پوری دنیا کو اس دعوے کا پیغام دیا۔

ع منم مسیح زماں و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

میں اس دور میں مسیح ہوں اور میں ہی وہ موسیٰ ہوں جس سے خدا نے کلام کیا تھا اور میں ہی وہ محمد ہوں جسے خدا نے چنا۔ ②

ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو:

غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ ③

---

① (ا) روحانی خزائن ج:18، ص:231 (ب) دافع البلاء ومعیار اھل الاصطفاء: ص:15

② (ا) روحانی خزائن، ج:15، ص:134 (ب) تریاق القلوب، ص:6

③ (ا) روحانی خزائن، ج:22، ص:407-406 (ب) حقیقۃ الوحی، ص:391

جناب مولانا وحید الدین خان صاحب کی خدمت میں گزارش ہے کہ انہوں نے اپنے پرچے ''الرسالہ'' میں جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی وکالت، اور ان کے جرم کو جو کم کرنے کی کوشش کی ہے، تو کیا یہ دعاوی اور عبارات ان کی نظر سے نہیں گزریں؟ اگر نہیں تو یہ تو بہت ہی نامناسب بات ہے کہ وہ جس کی وکالت فرماتے ہیں، وہی ان کے دعوے کی تردید کرتا چلا جاتا ہے۔ ان کی عبارتیں ایک سے ایک بڑھ کر دعوائے نبوت و رسالت کی ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے دعویٰ کیا ہی نہیں۔ بغیر مطالعہ کیے عقیدۂ ختم نبوت جیسے حساس اور بنیادی عقیدے پر اس طرح کا تبصرہ کیسے مناسب ہے؟ اور اگر ان کی نظر سے یہ تمام کتابیں اور جناب مرزا صاحب کے دعوے گزر چکے ہیں، تو پھر کیا اسے تجاہل عارفانہ سمجھا جائے۔

بے خبری یا تجاہل عارفانہ

آخر پر گزارش یہ ہے کہ جناب مولانا وحید الدین خان صاحب اور اگر کوئی ان کی اس تحریر سے متاثر ہو گیا ہے، تو وہ، ان سب کو چاہیے کہ اپنے الفاظ، تحریر اور عقیدے سے رجوع فرمائیں۔ اس مسئلے کی سنگینی کا احساس کرنا چاہیے اور اس نزاکت کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ ان کی اس تحریر کی بنیاد پر کوئی نیا فرقہ نہ بن جائے اللہ تعالیٰ اُمت کی حفاظت فرمائے، پہلے ہی بہت ٹکڑے اور فرقے بن چکے ہیں، اب کہیں کوئی نیا فرقہ یا فتنہ نہ اٹھ کھڑا ہو۔

حضرت رسالت مآب ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول تھے، صلوات اللّٰه علیه و سلامه ۔ ان کے بعد جس کسی نے بھی، کسی زمانے میں بھی دعوائے نبوت کیا، وہ اپنے دعوے میں سچا نہ تھا۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بار بار نبوت کا دعویٰ کیا اور پوری اُمت مسلمہ نے ان کے دعوے کی تکذیب کی۔

عقیدۂ ختم نبوت جیسے کہ کتاب و سنت اور پھر علماء و مجتہدین اُمت نے وضاحت کے ساتھ اپنی اپنی

کتابوں میں تحریر فرمایا ہے، وہی عقیدہ آخرت میں نجات کی ضمانت ہے۔ ہم اہل السنۃ والجماعۃ اسی عقیدۂ ختم نبوت پر قائم، اسکے محافظ اور پرچارک ہیں۔ اللہ تعالی اسی صحیح عقیدے پر خاتمہ فرمائے اور اسی عقیدے کے ساتھ قیامت میں اپنے صالح بندوں کے ساتھ محشور فرمائے۔ آمین۔

29 اکتوبر 2011ء بروز ہفتہ
بمطابق
یکم ذی الحج ۱۴۳۲ھ

❂......❂......❂

اے کہ بعد از تو نبوت شد بہر مفہوم شرک

علامہ اقبالؒ

اے کہ بر دلہا رموزِ عشق آساں کردۂ — سینہ ہا را از تجلّی یوسفستاں کردۂ
اے کہ صد طور است پیدا از نشانِ پائے تو — خاکِ یثرب را تجلی گاہِ عرفاں کردۂ
اے کہ بعد از تو نبوت شد بہر مفہوم شرک — بزم را روشن ز نورِ شمعِ ایماں کردۂ
فیضِ تو دشتِ عرب را مطلعِ انظار ساخت — خاکِ ایں ویرانہ را گلشن بداماں کردۂ
دل نہ نالد در فراقِ ما سوائے نورِ تو — خشک چوبے را ز ہجرِ خویش گریاں کردۂ

ہاں دعا کن بہرِ ما اے مایۂ ایمانِ ما
پُر شود از گوہرِ حکمت سرِ دامانِ ما

سید انور حسین نفیس رقم

قسط نمبر ٦

تفہیم الفرقان

مفتی محمد سعید خان

② حضرت سیدنا ابی بکر رضی اللہ عنہ اپنے خالہ زاد بھائی حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کی مالی امداد کیا کرتے تھے کیونکہ ایک تو رشتہ دار ہونے کی وجہ سے ان کا حق بنتا تھا اور دوسرے یہ کہ حضرت مسطح رضی اللہ عنہ نادار تھے۔ اتفاق ایسا کہ جب یہ واقعہ افک پیش آیا تو اس جھوٹ کو عام کرنے میں غلط فہمی سے کچھ حصہ حضرت مسطح رضی اللہ عنہ کا بھی تھا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کی یہ امداد بند کردی۔ پھر کیا ہوا۔ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

واللہ لا انفق علی مسطح شیئاً ابداً.

(حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا) اللہ کی قسم میں آئندہ اس مسطح پر کبھی بھی خرچ نہیں کروں گا۔ ①

تو ان کی اس قسم کے بعد اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمادی

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ.

(پ:١٨، س:النور ٢٤، آیت: ٢٢)

اور تم میں سے جو لوگ بزرگ اور مالی حیثیت رکھتے ہیں وہ ایسے قسم نہ کھائیں کہ وہ اپنے رشتے داروں، مسکینوں اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کی ہے، ان پر اپنا مال خرچ نہیں کریں گے، انہیں تو چاہیے کہ معافی اور درگذر سے کام لیں۔ کیا

① صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۂ نور، رقم: الحدیث ٤٧٥٠.

تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمادے اور یقیناً اللہ تعالیٰ بہت معاف فرمانے والا، بڑا مہربان ہے۔
اس آیت کے نازل ہونے پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں نہیں۔ اللہ کی قسم مجھے یہ بات بہت اچھی لگتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمادے۔
سوانہوں نے حضرت مسطح رضی اللہ عنہ کو دوبارہ وہ مدد دینا شروع کردی جو مدد اس واقعے سے پہلے وہ دیا کرتے تھے۔
اب آپ اس حدیث پر بھی غور فرمالیجیے۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا جو یہ فرمارہی ہیں کہ یہ آیت ان کے والد کی قسم کے بعد نازل ہوئی تو یہ حقیقی شان نزول ہے۔ جس میں کوئی شبہ نہیں۔
اُمید ہے کہ ان دونوں مثالوں سے یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ جب کوئی صحابی رضی اللہ عنہ یہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت میرے بارے میں یا فلاں موقع پر نازل ہوئی تو ان جملوں سے ان کی مراد کیا ہوتی ہے۔ انہی باتوں کو مفسرین کسی وقت آیت کے ''شان نزول'' سے بھی تعبیر کیا کرتے ہیں یعنی فلاں آیت کریمہ کا شان نزول کیا ہے؟ تو ان کی مراد بھی یہی ہوا کرتی ہے کہ یہ آیت کیوں، کیسے اور کس موقع پر نازل ہوئی۔ قرآن کریم کی تفسیر کو سمجھنے کے لیے شان نزول کا جاننا بہت اہم ہے۔ اسی لیے ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: [1]

بیان سبب النزول طریق قوی فی فهم معانی القرآن.

کسی بھی آیت کریمہ کے نازل ہونے کا سبب معلوم ہونا، یہ ایسا علم ہے جو قرآن کریم کے معانی سمجھنے میں بہت مددگار ثابت ہوتا ہے۔

---

(1) الاتقان، النوع التاسع معرفة سبب النزول، ج:۱، ص:۱۰۸.

اور حضرت شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:①

معرفة سبب النزول يعين على فهم الاية فان العلم بالسبب يورث العلم بالمسبب.	کسی بھی آیت کو سمجھنے کے لیے یہ علم کہ اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کی وجہ کیا ہے، بہت مددگار ثابت ہوتا ہے۔

کیونکہ جب آپ کو وجہ معلوم ہو جاتی ہے تو اس سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ آیت کسی شخص یا واقعے کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

② یہ کہ جب کوئی صحابی رضی اللہ عنہ یہ فرماتے ہیں نزلت فی (یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے) یا یہ فرماتے ہیں نزلت فی کذا (یہ آیت فلاں معاملے میں نازل ہوئی ہے) تو اس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اس آیت سے میرے کسی معاملے میں فیصلہ ہوا ہوگا۔ اگر تمہیں اس فیصلے کے متعلق کچھ سوچنا ہے تو اس آیت سے رہنمائی حاصل کرو حقیقت میں یہ مراد نہیں ہوتی کہ جب میرا فلاں مسئلہ پیش ہوا تھا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی۔

فلاں واقع میں یہ آیت نازل ہوئی تو ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ دیکھو فلاں واقعے کی تشریح اس آیت سے ہوتی ہے۔ یہ مراد نہیں ہوتی جب فلاں واقعہ پیش آیا تھا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ یا یہ کہ اس لیے جب کسی صحابی یا تابعی رضی اللہ عنہم کا قول آتا ہے کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی یا فلاں واقع میں نازل ہوئی تو لوگ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ اس آیت کا نشان نزول یہ ہے حالانکہ دونوں احتمالات ہوا کرتے ہیں یہ بھی کہ واقعی وہ آیت اس

---

① ایضاً.

صحابی رضی اللہ عنہ یا اس واقعے میں نازل ہوئی ہو اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ وہ آیت اس صحابی رضی اللہ عنہ یا اس واقعے میں نہ نازل ہوئی ہو بلکہ اس صحابی رضی اللہ عنہ کی مراد محض یہ ہو کہ میرا جو معاملہ ہے یا جو فلاں واقعہ ہے اس کی تشریح یا اسناد کے لیے فلاں آیت پر غور کرو۔ لوگ چونکہ ان دونوں جملوں (① یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی (نزلت فی) ② یہ آیت فلاں واقع میں نازل ہوئی (نزلت فی کذا) تو ان کے حقیقی معنوں میں سمجھ بیٹھتے ہیں اور پھر ان آیات کا شان نزول بھی اس شخصیت یا واقعے کو قرار دے دیتے ہیں، اس لیے آیات کی صحیح تفسیر تک نہیں پہنچ پاتے۔

اب آپ اس اصول کی مثالیں بھی پڑھ لیجیے۔

① آپ تیسویں پارے کی سورۂ فیل کی تفسیر اُٹھا کر پڑھ لیجیے۔ اکثر مفسرین کرام رحمہم اللہ کی یہ تحریر دکھائی دے گی فی قصہ اصحاب الفیل یہ سورت ہاتھی والوں کے قصے میں نازل ہوئی۔ اب اگر کوئی شخص اس جملے کا مطلب یہ لے کہ جس وقت یہ واقعہ پیش آیا تھا، یہ سورۂ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی تھی تو وہ سوائے اس کے کہ تاریخ سے اپنی جہالت کا ثبوت پیش کر دے، مزید کچھ نہیں کرے گا۔ اس جملے کا مطلب بس یہ ہے کہ سورۂ فیل میں ابرھہ اور اس کی فوج کا قصہ اور انجام بیان کیا گیا ہے۔ یہ سورۂ مبارکہ عین اس وقت کیسے نازل ہو سکتی تھی، جب یہ واقعہ پیش آ رہا تھا کیونکہ صاحب وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تو ولادت بھی اس واقعے کے بعد ہوئی ہے۔

② سورۃ الحج مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی آیت: ۱۷ میں دو گروہوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ پہلا گروہ تو اہل ایمان کا ہے اور دوسرے گروہ میں یہودی، صامی، نصرانی، مجوسی اور مشرکین شامل ہیں۔ ان سب میں ایک قدر مشترک کفر ہے۔ ان دونوں گروہوں میں توحید اور شرک

کا جھگڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

هذان خصمن اختصمو فی ربهم. (پ:۱۷،س:الحج،آیت :۱۹)	یہ دوگروہ ہیں (مومن اور کافر) جنھوں نے اپنے پروردگار کے بارے میں ایک دوسرے سے جھگڑے ہیں۔

اب یہ آیت مکہ مکرمہ میں نازل ہوچکی تھی۔لیکن حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ یہ آیت غزوۂ بدر کے ان دوگروہوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن میں سے مسلمانوں کے گروہ میں حضرت حمزہ، حضرت علی اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم تھے اور دوسرے گروہ میں ربیعہ کافر کے دونوں بیٹے عتبہ اور شیبہ اوراس کا پوتا ولید بن عتبہ شامل تھا۔ ①

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے الفاظ نزلت فی الذین برزوا یوم بدر (یہ آیت ان دوگروہوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جوغزوۂ بدر میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئے تھے) سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت غزوۂ بدر پیش آیا تھا، یہ آیت اسی وقت نازل ہوئی تھی حالانکہ معاملہ یوں نہیں ہے۔ یہ آیت تو مکہ مکرمہ میں غزوۂ — بدر سے کئی برس بیشتر — نازل ہوچکی تھی۔حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ بدر میں دونوں گروہ جو ایک دوسرے کو فنا کرنے پر تلے ہوئے تھے،

---

①قولہ عزوجل﴿هذان خصمان اختصموا فی ربهم﴾أی جادلوا في دينه وأمره واختلفوا في هذين الخصمين ، فروي عن قيس بن عبادة قال: سمعت أباذر يقسم قسما ان هذه الآية ﴿هذان خصمان اختصموا فی ربهم﴾نزلت في الذين برزوا يوم بدر ، حمزة وعلی وعبيدة بن الحرث وعتبة و شيبة ابنا ربيعة والوليد بن عتبة أخرجاه فی الصحيحين.(تفسير الخازن مع تفسير النسفی،سورة الحج،آيت:۱۹، ج:۳، ص:۳۰۳)

اگران کا حال جاننا چاہو تو یوں سمجھو کہ گویا یہ آیت انہی دونوں گروہوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔
یہ وہ دوسرا احتمال کہ صحابی رضی اللہ عنہ کے ظاہری الفاظ سے کسی کو یہ دھوکہ لگ سکتا ہے کہ آیت کا شان نزول یہ ہے لیکن درحقیقت وہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مراد صرف یہ ہوتی ہے کہ اس شخصیت یا واقعے کے متعلق اگر جاننا چاہو تو اس آیت پر بھی غور کرلو۔
یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہیے کہ نزول قرآن کے وقت اگر کوئی واقعہ پیش آ گیا تھا اور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے چاہا یا اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ اس واقعے کا حکم نازل کیا جائے تو اس وقت آیات نازل ہوگئیں اور متعلقہ امور کا حکم بھی آ گیا لیکن آیات قرآنی کا حل اور اس کی تفسیر اس واقعے پر منحصر نہیں ہوتی آیات واحکامات کو عمومی طور پر لیا جاتا ہے کہ آئندہ قیامت تک جب بھی کوئی شخص یا واقعہ ایسا ہوگا تو اس کا شرعی حکم معلوم کرنے کے لیے اسی آیت یا سورت سے رہنمائی حاصل کی جائے گی نہ یہ کہ محض وہ شخص یا واقعہ (جو عہد نبوی میں پیش آیا تھا) کے ساتھ ہی یہ آیت یا سورت مخصوص ہوگئی۔ اگر یوں کیا جائے تو قرآن کریم کو سمجھنا ممکن ہی نہیں ہوگا۔ اس لیے آیات کا حل شان نزول پر موقوف نہیں ہوا کرتا۔ آیات کو ہمیشہ سیاق وسباق کو مدنظر رکھتے ہوئے حل کرنا ہوتا ہے، لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ شان نزول کے تمام واقعات سے صرف نظر کرلیا جائے۔
جو لوگ اس مغالطے میں پھنس گئے ہیں کہ آیات کو شان نزول کے ساتھ مخصوص کر دیں وہ سخت مشکل میں پھنس گئے ہیں۔ اسی لیے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

دیگر از مواضع صعبہ معرفت اسباب نزول است .	تفسیر قرآن میں جو دشواریاں پیش آئی ہیں ان میں سے ایک آیات وسور کے نازل ہونے کے اسباب

کا کھوج لگانا بھی ہے۔ ①

اور یہی وجہ ہے کہ حضرت امام بدرالدین زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ: ②

وقد عرف من عادة الصحابة والتابعين أن أحدهم اذا قال : نزلت هذه الآية فى كذا فانه يريد أن هذه الآية تتضمن هذا الحكم ؛ لا أن هذا كان السبب فى نزولها.

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ جب ان میں سے کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ یہ آیت فلاں موقع پر نازل ہوئی تو اس کا مطلب محض یہ ہوتا ہے کہ اس آیت میں اس واقعے کے متعلق شرعی احکامات بیان ہوئے ہیں۔

ان کی مراد یہ نہیں ہوتی کہ اس واقعہ کی وجہ سے یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ بہت سے مفسرین نے آیات وسور کے مکی یا مدنی ہونے کے بارے میں شان نزول کو سمجھنے اور مکی سورتوں میں مدنی آیات کو یا مدنی سورتوں میں مکی آیات کو چھاننے کی بحث اگر چہ کی ہے لیکن یہ معاملہ اتنا آسان نہیں ہے۔ امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک آیت قرآنی کے (مکی یا مدنی ہونے کے) بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: ③

اتق الله وقل سدادا، ذهب الذين يعلمون

اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ہمیشہ صحیح تفسیر بیان کرتے

---

① الفوز الکبیر، باب دوم، صعوبت بحث اسباب نزول، ص:۷۵.

② البرهان فى علوم القرآن، النوع الاول ،معرفة اسباب النزول ،فصل:فيما نزل مكررا ، ج:۱،ص: ۳۱۔۳۲.

③ الاتقان فى علوم القرآن، النوع التاسع ،معرفة اسباب النزول ،ج:۱،ص: ۱۵.

فیم انزل الله القرآن. رہو۔وہ لوگ (صحابہ رضی اللہ عنہم) دنیا سے اُٹھ گئے، جو یہ جانتے تھے کہ کس موقع پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کا کون سا حصہ نازل فرمایا تھا۔

خیر القرون کے بعد کے مفسرین نے جن آیات وسور پر مکی یا مدنی ہونے کا حکم لگایا ہے۔اگر ان کی رائے سے کوئی دلائل صحیحہ کے ساتھ اختلاف کرتا ہے تو چنداں حرج نہیں۔سور وآیات کو شخصیات و واقعات کے ساتھ ہی محدود کر دینا اور ان سور وآیات کے احکامات کو عمومی نہ سمجھنا، شان نزول سے باہر نہ نکلنا، یہ رویہ جس شخص کا بھی ہوگا وہ قرآن کریم کی تفسیر ہرگز نہ سمجھ پائے گا۔شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس رویے پر تنقید فرماتے ہوئے، لکھتے ہیں:①

قد يجيئ ، كثيرا من هذا الباب قولهم : هذه الآية نزلت في كذا ، لاسيما ان كان المذكور شخصا، كقولهم: ان آية الظهار نزلت في امرأة ثابت بن قيس.وان آية الكلالة نزلت فى جابر بن عبدالله، وان قوله:﴿وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُم﴾ نزلت في بني قريظة والنضير، ونظائر ذلك مما يذكرون أنه نزل فى قوم من المشركين بمكة، أو في قوم من اليهود والنصارى ، أو في قوم من المؤمنين.فالذين قالوا ذلك لم يقصدوا أن حكم الآية يختص بأولئك الأعيان دون

اس بارے میں (کہ یہ آیت فلاں واقعے یا شخص کے بارے میں نازل ہوئی تھی) آپ کو اس طرح کے بہت جملے ملیں گے کہ یہ آیت فلاں کے بارے میں نازل ہوئی اور اگر کسی شخص کا نام بھی آجائے تو پھر تو یقین ہی ہو جاتا ہے کہ آیت کریمہ انہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔جیسے کہ آیت ظہار کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کے بارے میں نازل ہوئی۔اور یہ آیت کلالہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ ''آپ ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیجیے''

①الاتقان في علوم القرآن، النوع التاسع ، معرفة سبب النزول ، ص:١١٢.

غیرھم، فان ھذا لا یقولہ مسلم ولا عاقل علی الاطلاق.

یہودیوں کے قبائل ① بنوقریظہ اور ② بنونضیر کے بارے میں نازل ہوئی۔اوراس طرح کی بہت سی آیات جن کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ مشرکین مکہ کے بارے میں نازل ہوئیں یا یہ کہ یہ، یہ آیات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئیں۔تو جو لوگ بھی اس قسم کے جملے ارشاد فرماتے ہیں ان کی مراد یہ ہرگز نہیں ہوتی کہ یہ آیات محض انہی افراد یا اقوام کے بارے میں نازل ہو کر مخصوص ہوگئی ہیں اور دیگر کسی شخص یا قوم کے بارے میں ان آیات وسور سے کوئی حکم اخذ نہیں کیا جا سکتا (بلکہ یہ سور و آیات آئندہ آنے والے افراد واقوام اور زمانوں کے لیے، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہیں) اگر کوئی شخص ان سور و آیات کو مخصوص مانتا ہے تو پھر یہ لایعنی بات کوئی مسلمان تو در کنا کوئی عقلمند آدمی بھی نہیں کر سکتا۔

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اصولِ تفسیر پر اپنی ایک نہایت عمدہ اور مختصر کتاب ''الفوز الکبیر فی اصول التفسیر'' میں اس اصول کی تشریح فرمائی ہے۔[1]

یہی وہ وجوہ ہیں جن کی بنا پر مفسرین، شانِ نزول سے صرف نظر کر کے، تفسیر لکھنے اور سمجھنے کی تلقین

---

① قارئین کے فائدے کے لیے، حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی اصل عبارت یہاں نقل کی جا رہی ہے۔اور قارئین ہی کی سہولت کے لیے اس کا ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے

دیگر از مواضع صعبہ، معرفت اسباب نزول است، ووجہ صعوبت در آن باب نیز اختلاف متقدمین و متأخرین است: آنچه از استقراء کلام صحابه و تابعین معلوم می شود آنست که: نزلت فی کذا، نه محض برای قصه که در زمان آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوده سبب نزول آیت گشته استعمال کنند. بلکه گاهی یکی از ماصدق علیه آیه راکه در زمان آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوده است، یا بعد از آن حضرت ذکر کنند و گویند: ((نزلت فی کذا)) و درینجا انطباق جمیع قیود لازم نیست، بلکه اصل حکم می باید که منطبق باشد، پس بس.......

کرتے ہیں۔امام واحدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''اسباب النزول'' کے بالکل آغاز میں ہی تحریر فرماتے ہیں:

اما الیوم فکل احد یخترع للآیة سبباً، ویختلق افکاً و کذباً، ملقیاً زمامه الی الجهالة، غیر مفکر فی الوعید.

ہمارے دور میں ہر شخص اس کام میں لگا ہوا ہے کہ ہر آیت کے لیے اپنے پاس سے کوئی نہ کوئی شان نزول ڈھونڈ نکالے یا گھڑلے۔اپنے علم کی لگام جہالت کے ہاتھ میں دے دی ہے اوراس بات سے بالکل بے خبر ہوگیا کہ کتاب وسنت کے بارے میں جھوٹ بولنے پرآخرت میں کیا کیا سزااورعذاب سنائے گئے ہیں۔

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں:①

لا یحل القول فی أسباب نزول الکتاب الا بالروایة والسماع ممن شاهدوا التنزیل.

کسی شخص کے لیے یہ درست نہیں ہے کہ وہ آیات وسور کے نازل ہونے کی وجوہ (اسباب نزول) پر بحث کرے،اگرکوئی شخص شان نزول بیان کرنا چاہے تو پھر یا تو اس کے پاس صحیح روایات ہونی

......وگاهی سوالی که پیش آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آورده باشند ، یا حادثه ای که در آن ایام نیك فرجام متحقق شده باشد وآن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم آن را از آیتی استنباط کرده باشند وآن آیت رادر آن باب تلاوت نموده باشند، تقریر نمایند و گویند:((نزلت فی کذا)).وگاهی درین صورت ها گویند:((فانزل اللّٰه تعالیٰ قوله: کذا))یا ((فنزلت))گویند و گویا این اشارت به آن است که استنباط آن از آن آیت والقاء آن ساعت ، بخاطر مبارك آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیز نوعی از وحی ونفث فی الروع است، ازین جهت می توان گفت :((فانزلت))واگر کسی درینجا به تکرار نزول تعبیر کند نیز می تواند شد.

①اسباب النزول للواحدي،مقدمة الکتاب ،ص١٦-١٧.

چاہییں۔اور یا پھر یہ وہ شخص ہونا چاہیے، جس نے ان لوگوں سے شان نزول سنا ہے، جو اس سورت یا آیت کے نازل ہونے کے موقع پر موجود تھے۔

اس نہایت مختصر سی بحث کے آخر پر ایک حدیث نقل کی جا رہی ہے تاکہ قارئین اس پر غور فرمالیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص بھی جھوٹی قسم کھائے تاکہ وہ اس ذریعے سے کسی مسلمان کا یا اپنے بھائی کا مال ہتھیا لے، تو قیامت میں وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اس حالت میں پیش ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ نہایت غصے سے پیش آئیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جملے (حدیث) کی تصدیق کے لیے یہ آیت نازل کی۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَشۡتَرُوۡنَ بِعَہۡدِ اللّٰہِ وَ اَیۡمَانِہِمۡ ثَمَنًا قَلِیۡلًا اُولٰٓئِکَ لَا خَلَاقَ لَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ وَ لَا یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ وَ لَا یَنۡظُرُ اِلَیۡہِمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ وَ لَا یُزَکِّیۡہِمۡ وَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ.

(پ:۳،س:ال عمران،آیت:۷۷)

جو لوگ اللہ تعالیٰ سے کیے گئے عہد و پیمان اور اپنی کھائی ہوئی قسموں کا سودا کر کے ان کی تھوڑی سی قیمت وصول کر لیتے ہیں، تو یہ وہ لوگ ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا اور اس دن اللہ تعالیٰ نہ تو ان سے کوئی بات کرے گا اور نہ ہی انہیں نظر رحمت سے دیکھے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا۔اور ان کے لیے تو صرف درد دینے والا عذاب ہی ہوگا۔

یہ حدیث جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگردوں کو سنائی تو حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کو بھی علم ہو گیا۔تو انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں سے دریافت کیا کہ عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) نے آپ حضرات کو کیا حدیث سنائی ہے؟ شاگردوں نے یہی روایت دھرا دی تو حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

❂......❂......❂

حاجی محمد امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

ہوجائے مرا شوق ہی رہبر کسی صورت
جوں نقشِ قدم جا پڑوں در پر کسی صورت

ہے سر میں ہوائے کششِ شوقِ مدینہ
جوں بادِ صبا پہنچوں گا اُڑ کر کسی صورت

جوں نقشِ قدم سر نہ اٹھاؤں ترے در سے
گر جا پڑوں مر مر کے وہاں پر کسی صورت

کھایا کروں بس ٹھوکریں زوّار کی تیرے
اے کاش ہوں در کا ترے پتھر کسی صورت

دیں ساقیِ کوثر جو مجھے بادۂ الفت
چُھوٹے نہ لبوں سے مرے ساغر کسی صورت

ہو جا کہیں سر سبز مرا نخلِ تمنّا
آجائے نظر گنبدِ خضرا کسی صورت

ہو مغز پریشاں وہیں مشکِ ختن کا
کھل جائے جو وہ زلفِ معنبر کسی صورت

Monthly AL.HAMID LAHORE
CPL-327